سوال

ایک عورت کا خاوند بغداد میں صرف اس لیے قتل کر دیا گیا کہ اس کا نام عمر تھا، قاتلوں نے اسے قتل کر کے اس کے گھر اور ہر چیز پر قبضہ کر لیا، اب خاوند کے خاندان کے سب افراد وہاں سے سوریا منتقل ہونا چاہتے ہیں، کیا اس عورت کے لیے بھی ان کے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں ؟ یا کہ اس کے لیے عدت کا عرصہ بغداد میں ہی رہنا ضروری ہے، یہ علم میں رہے کہ عورت کو اپنی اور اولاد کی جان کا خطرہ ہے ؟

جواب

ہر قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

الحمد للہ :

اول :

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو رفعت و بلندی اور عزت عطا فرمائے، اور ہمارے عراق بھائیوں سے ظلم و ستم کو دور کرے، اور ان پر اپنی رحمت و شفقت کر کے ان کی کے نقصانات کی تلافی فرمائے؛ یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس پر قادر ہے

ہماری اللہ سبحانہ و تعالی سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ ہمارے ان مسلمان بھائیوں سے ان منافقوں کے شر کو دور و ختم کرے اور اس شر کا وبال بھی ان منافقین پر ہی ڈالے، اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل فرمائے جو مجرموں سے دور نہیں کیا جاتا

دوم :

اصل تو یہی ہے کہ یہ عورت اپنے اسی گھر میں بیوگی کی عدت بسر کرے جہاں اسے خاوند کے فوت ہونے کی اطلاع اور خبر ملی تھی؛ کیونکہ کتب سنن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل حدیث ثابت ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریعہ بنت مالک رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا :

" تم عدت ختم ہونے تک اپنے اسی گھر میں رہو جس گھر میں تمہیں خاوند کے فوت ہونے کی اطلاع ملی تھی "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2300) سنن ترمذی حدیث نمبر (1204) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2031) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے

لیکن اگر وہاں کسی دشمن وغیرہ کی موجودگی کی بنا پر آپ کو جان کا خطرہ ہو تو عدت گزارنے کے لیے وہاں سے کسی دوسرے علاقے یا گھر میں منتقل ہونا جائز ہے

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" بیوہ کے لیے اپنے گھر میں ہی عدت گزارنے کو ضروری قرار دینے والوں میں عمر اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہما شامل ہیں، اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہم سے

بھی مروی ہے، اور اما مالک امام ثوری اور امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اسحاق رحمھم اللہ کا بھی یہی قول ہے

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

حجاز شام اور عراق کے فقہاء کرام کی جماعت کا بھی یہی قول ہے "

اس کے بعد لکھتے ہیں :

"چنانچہ اگر بیوہ کو گھر منہدم ہونے یا غرق ہونے یا دشمن وغیرہ کا خطرہ ہو تو اس کے لیے وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونا جائز ہے؛ کیونکہ یہ عذر کی حالت ہے

اور اسے وہاں سے منتقل ہو کر کہیں بھی رہنے کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : المغنی (127/8).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور جس علاقے میں اس کا خاوند فوت ہوا ہے وہاں اس عورت کی ضرورت پوری کرنے والا کوئی نہیں، کیا وہ دوسرے شہر جا کر عدت گزار سکتی ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا :

" اگر واقعتا ایسا ہے کہ جس شہر اور علاقے میں خاوند فوت ہوا ہے وہاں اس بیوہ کی ضروریات پوری کرنے والا کوئی نہیں، اور وہ خود بھی اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتی تو اس کے لیے وہاں سے کسی دوسرے علاقے میں جہاں پر اسے اپنے آپ پر امن ہو اور اس کی ضروریات پوری کرنے والا ہو وہاں منتقل ہونا شرعا جائز ہے " انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتا (473/20).

اور فتاوی جات میں یہ بھی درج ہے :

" اگر آپ کی بیوہ بہن کو دوران عدت اپنے خاوند کے گھر سے کسی دوسرے گھر میں ضرورت کی بنا پر منتقل ہونا پڑے مثلا وہاں اسے اکیلے رہنے میں جان کا خطرہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، وہ دوسرے گھر میں منتقل ہو کر عدت پوری کریگی " انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (473/20).

اس بنا پر اس عورت کے لیے سوریا منتقل ہو کر اپنی عدت سوریا میں پوری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

واللہ اعلم

الاسلام سوال وجواب